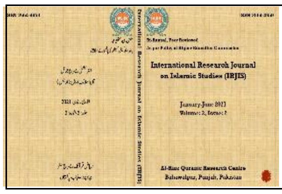

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

مکی عہد نبوی ﷺ اور عصرِ حاضر کے دعوتی اسالیب کے اثرات (تقابلی جائزہ)

Outcomes of Da'wa Approaches During the Prophet's Makki Era and the Current Era (Comparative Analysis)

1. Kishwer Irshad,

Ph.D. Research Scholar,
Department of Arabic & Islamic Studies,
The University of Faisalabad, Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: kkishwerirshadd@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-2634-1650

2. Dr. Ammara Rehman,

Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies,
The University of Faisalabad, Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: ammara.rehman@tuf.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0496-5590

To cite this article: Kishwer Irshad and Dr. Ammara Rehman. 2022. "مکی عہد نبوی ﷺ اور عصرِ حاضر کے دعوتی اسالیب کے اثرات: تقابلی جائزہ: Outcomes of Da'wa Approaches During the Prophet's Makki Era and the Current Era (Comparative Analysis)". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 2), 46-57.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || July - December 2022 || P. 46-57
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-2-5/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.02.u5
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 December 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

According to the nature of man, Allah Almighty sent Prophets in every era, so that man would not have the excuse that there was no one to guide him to the straight path. Until enough resources leading to the right path are created in the world, Allah sent Messengers to different nations so that the whole world should gather on the call of the truth. Allah Almighty by His mercy sent Prophet Muhammad (PBUH) as a messenger and through him gave all mankind a complete system of life that can fulfill the needs of all people in every age. Prophet Muhammad (PBUH) is the last messenger of Allah, therefore his prophet-hood is the most unique prophethood. This prophethood is not for a particular region or nation but

for the entire human race and it covers all aspects of life. All these distinctions are allocated to the Messenger of Allah (PBUH). Therefore the Prophethood of Muhammad (PBUH) was the most unique, his style of invitation to Islam and manners were also the most unique, which left their effects on the generations to come and brought about a comprehensive change in society. Also, from this Prophethood, all human beings are given the most complete manner and style of living until the resurrection day. And now the responsibility of preaching is imposed on every person to whom the message of Allah has reached to remove every obstacle in the way of righteous change in society. In this article the outcomes of da'wa approaches during the Prophet's Makki era and the current era have been analyzed comparatively.

Keywords: Islam, Muhammad (PBUH), Prophethood, Prophetic era, Da'wa approaches

1.تعارف

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے سلسلہ وار انبیاء کرام علیہ السلام کو بھیجا لیکن وہ تمام انبیاء کسی خاص علاقے کے لیے ہوتے تھے۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی انقلابی تحریک و تبلیغ نے عرب کے خانہ بدوش قبائل کو تہذیب وشائستگی کے بام عروج تک پہنچایا۔ آپ ﷺ کی کامیابیوں کی سب سے بڑی وجہ آپ ﷺ کا دعوتی لب و لہجہ اور آپ ﷺ کا دعوتی اسلوب تھا۔ آپ ﷺ کے دل وجان کو چھو لینے والے دعوتی و تبلیغی اسلوب نے پیغمبرانہ تعلیمات سے کوسوں دور اہل مکہ میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ عصر حاضر میں دنیا ایک شہر بن چکی ہے اور تمام ممالک اس کے محلے ہیں۔ موجودہ صورت حال کی بدولت دنیا کے لیے گلوبل ویلج کی اصطلاح استعمال کی جارہی ہے۔ عصر حاضر میں آپ ﷺ کے اسلوب دعوت کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک داعی کو اس بات کا بہت اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کون سا اسلوب ہے جسے اپنا کر دعوت دین کا فریضہ انجام دیا جا سکتا ہے۔

آپ ﷺ کیونکہ اللہ کے آخری رسول ہیں اس لیے آپ ﷺ کی رسالت منفرد ترین رسالت ہے۔ یہ رسالت کسی خاص علاقے اور قوم کے لیے نہیں بلکہ پوری نوع انسانی کے لیے ہے اور یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پھر یہ بھی کہ اس رسالت سے قیامت تک کے سب انسانوں کو زندگی گارنے کا مکمل ترین منہج اور اسلوب عطا کر دیا گیا یہ تمام امتیازات آپ ﷺ کی رسالت کے ساتھ مختص کر دیئے گئے اس لئے آپ ﷺ کی رسالت ایک منفرد ترین رسالت اور آپ ﷺ کا دعوتی اسلوب اور منہج بھی منفرد ترین تھا جس نے آنے والی نسلوں پر اپنے اثرات چھوڑے اور معاشرے میں جامع تبدیلی برپا کی۔

آپ ﷺ کے پیروکار بھی آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مختلف دعوتی اسالیب کے ذریعے انسانی زندگی میں منظم تبدیلیاں اور انقلاب لے کر آئے اور معاشرے میں صالح تبدیلی کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ہٹا دینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا۔

2.ضرورت واہمیت

جب ہم معاشرے کی صورتحال کا اندازہ کرتے ہیں تو ہم اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ آج کے معاشروں کو تبدیل کرنے کے لیے ہمیں افراد کی ایسی جماعت چاہیئے جو مکی عہد نبوی ﷺ کی طرح غیر معمولی اور اعلیٰ معیار کی ہو کیونکہ جب ہم آج کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آج اسلامی معاشروں کو بہت زیادہ غیر معمولی رکاوٹوں کا سامنا ہے اور یہ غیر معمولی رکاوٹیں، طاغوتی قوتیں اور منصوبہ ساز دشمن ہیں جو اپنے

مکر و فریب سے سازشوں کا ایسا جال بچھائے ہیں کہ انسان دیکھتا رہ جاتا ہے اس لئے ایسی دشمنی اور سازشوں سے بچنے کے لیے ہم یہ نہیں سوچ سکتے کہ جس معیار کے بھی لوگ ہوں گے کام چل جائے گا۔ ہمیں فہم و فراست اور بصیرت کے اس معیار پر پہنچنا ہے کہ ہم ان کی سازشوں اور وارداتوں کا منہ توڑ جواب دیں لیکن اس لئے مکی عہد نبوی ﷺ کی طرح عصر حاضر میں دعوت و تبلیغ کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے جو بھی ضرورتیں اور تقاضے ہیں ہمیں ان سے حرف نظر کرنے کی بجائے ان کو اپنانا چاہیئے اور ہمیں اپنی خامیوں کو دور کرنے کے لیے مسلسل جہد اور محنت کی ضرورت ہے۔

3. مکی عہد نبوی ﷺ کے دعوتی اسالیب کے اثرات کا جائزہ:

نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نبوت و رسالت کی سب سے آخری کڑی ہیں۔ آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ نے پورے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا آپ ﷺ کی دعوت اس حد تک اثر انگیز تھی جس نے قبائل عرب کو جو خانہ بدوش کی زندگی بسر کر رہے تھے ان کو تہذیب و تمدن سے نہ صرف بہرہ ور کیا بلکہ ایک ایسی قوم کی تشکیل کی جس نے پوری دنیا میں اپنی فتح و نصرت کا جھنڈا لہرا دیا۔

آپ ﷺ کی شخصیت ایک جامع ترین شخصیت تھی آپ ﷺ میں ایسے بے شمار فضائل ہیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ سب سے منفرد ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہ ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللّٰهُ أَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهُ [1]

"اللہ خوب جانتا ہے وہ اپنی پیغمبری کہاں بھیجے۔"

آخری رسالت کے لئے اللہ تعالیٰ کا اس نبی کو منتخب کرنے میں حکمت کار فرما ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت ہر جانب سے ہمہ وقت روشن ہے۔ اسی لئے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ آپ ﷺ کی شخصیت کی تاثیر اپنے پیروکاروں پر اس انداز میں اثر انداز ہوئی کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور نہ ہی کوئی بشر اس انداز میں برپا کر سکا۔ آپ ﷺ نے مکی عہد میں اپنے دعوتی اسالیب سے جو اثرات چھوڑے ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اَ. منفرد جمعیت کی تیاری:

نبی کریم ﷺ نے اپنے مکی عہد میں جس جمعیت کی تشکیل دی وہ دنیا کی سب سے منفرد جمعیت تھی اور یہ جمعیت منفرد کیوں نہ ہوتی اسی جمعیت نے تاریخ انسانی کے عظیم ترین مربی اور داعی اعظم حضرت محمد ﷺ کے ہاتھوں پرورش پائی۔ آپ ﷺ کے اسلوب دعوت اور آپ ﷺ کی تربیت کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ کی ایسی جماعت تیار ہوئی جسے ایک قابل تقلید نمونہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے ایسی جماعت کا وجود ضروری تھا جو سب سے منفرد ہو اور اس انداز میں منفرد ہو کہ ہر کوئی ان کے کردار اور طرز زندگی کی شہادت دے کہ نہ کوئی ان کے جیسا ہے اور نہ کوئی دنیا میں ان کی ٹکر کا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ پوری انسانیت کے لئے ایک ایسی مثالی شخصیت چاہئے تھا جو اس وقت کی جاہلیت کی عمارت کو نہ صرف ہلائے بلکہ گرا کر اس کی جگہ ایسی عمارت قائم کرے جس کی بنیاد ایمان پر قائم ہو اور اس جماعت کا قیام نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں ہوا۔ کیونکہ اس جمعیت کے سامنے نبی کریم ﷺ بطور اسوہ حسنہ تھے جس کی روشنی سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے انہوں نے جہالت کے اندھیروں کو دور پھینکا۔ مگر یہ جمعیت آپ ﷺ سے صرف لاشعوری طور پر متاثر نہ تھی بلکہ یہ شعوری عمل تھا اور آپ ﷺ سے محبت اور اطاعت حکم ربانی تھا۔

مَّنۡ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ اللّٰهَ [2]

1 - Alanaam 6:124

"جس نے رسول کی رطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی"

محمد قطب صحابہ کرامؓ کی اس جماعت کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کے پیروکاروں میں یہ دونوں باتیں مجتمع ہو گئیں۔ ایک ایسی اتھاہ محبت اور گرویدگی جو ہر شے اور ہر تعلق پر بھاری پڑ جائے اور آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ایسا التزام جسے محض خدا کی محبت سمجھ کر کیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو وہ مقام حاصل تھا جہاں اصحاب آپ ﷺ سے ایک فطری اور بے ساختہ انداز میں اور بے پناہ حد تک متاثر تھے اور آپ ﷺ کے اس قدر گرویدہ اور آپ ﷺ پر اس قدر فریفتہ تھے کہ جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں پائی جاسکتی ایک منفرد ترین شخصیت کا نفوس پر اثر انداز ہونا اور کچھ منفرد ترین اصولوں کا ان نفوس پر اثر انداز ہونا۔ یہ دونوں کام بیک وقت ہونے لگے تھے۔"[3]

آپ ﷺ کی تشکیل کی ہوئی یہ منفرد جمعیت نہ صرف اہل مکہ کی جاہلیت بلکہ بت پرستوں، آتش کے پجاریوں، آستانوں کی پرستش کرنے والوں کے مقابل اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور یہ سب اس لئے وقوع پذیر ہوا کہ یہ جماعت آپ ﷺ کے زیر سایہ تربیت پا رہی تھی چنانچہ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کی بدولت ایسی منفرد اور مضبوط جمعیت کی بنیاد اٹھائی گئی جس نے اپنے وجود سے زمین کی کایا پلٹ دی۔

ب. تہذیب وتمدن کی ترقی:

نبی کریم ﷺ کے ہمہ جہت اسلوب نے عرب معاشرے کو تہذیب وتمدن کے بام رفیع پر متمکن کر دیا۔ یہ آپ ﷺ کے اسلوب کی اثر آفرینی ہی تھی جس نے جاہل عرب معاشرے سے ظلمتوں کے دور کو ایسی روشنی عطا کی انسان کو طاغوتی قوتوں کی چنگل سے چھڑا کر انہیں اللہ کی عبادت اور بندگی تک لایا گیا۔ ظلم وستم سے نجات دلا کر انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ [4]

"صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ ان جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

چنانچہ آپ کے اثر انگیز دعوتی اسلوب نے مکہ میں ایک حسین تہذیب کی بنیاد رکھ دی جس کی وجہ سے فاسد تہذیب کی جگہ ایک صحت مند تہذیب اور جاہلی تہذیب کی جگہ ایمانی تہذیب نے لے لی۔

ج. بصیرت کی تشکیل:

مکی عہد نبوی میں نبی کریم ﷺ نے بصیرت کی تشکیل کی، بصیرت سوجھ بوجھ آگہی کو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی آپ ﷺ کو بصیرت کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي [5]

"کہہ دو یہ ہے میرا راستہ، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں ایک خاص بصیرت پر رہتے ہوئے، میں بھی اور میرے پیروکار بھی"

2- Alnisaa 4:80
3 - Muhammad Qutab, Dawat ka manhij kia ho, Matboaat iqaaz, Lahore, 2008, P149
4- AlBaqra 2:256
5 - Yousaf 12:108

آپ ﷺ نے مکہ میں دعوت کا کام انتہائی بصیرت سے سر انجام دیا یہ آپ ﷺ کی بصیرت ہی تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ ظلم و ستم اور اذیت برداشت کرتے رہے لیکن قبائل سے مڈ بھیڑ ہونے اور لڑائی جھگڑے سے گریز کیا۔اس کا اثر یہ ہوا کہ اگر آپ ﷺ لڑائی جھگڑے میں پڑ جاتے تو دعوت کا کام رک جاتا جبکہ اس موقع پر ابھی دعوت کا فریضہ سب سے اہم تھا۔ لوگوں دعوت توحید کی بجائے لڑائی جھگڑے کے بارے میں سوچنے لگتے۔ آپ ﷺ کی بصیرت نے اسلام کے لئے کئے جانے والے کام کو ایک رخ دیا اور آپ ﷺ کی دعوت مکہ سے نکل کر پورے جزیرۃ العرب اور پھر پورے عالم میں پھیل گئی۔ موجودہ دور میں بھی ایک خاص سوجھ بوجھ اور دانشمندی کی ضرورت ہے یہ پیدا کر لینے کے بعد ہی ہم اپنے لئے ایک ایسا مناسب اور درست طریق عمل تجویز کر سکتے ہیں جو موجودہ حالات میں ہمارے لئے ممکنہ طور پر بہترین نتائج بر آمد کرنے کی ضمانت دے سکے۔

د. ترتیب نو کی بنیاد:

عرب جاہلیت میں بد نظمی پریشان حال، سب کچھ بے سنگم انداز میں کرنا اور کسی ترتیب و تنظیم کا خیال نہ رکھا یہ سب خامیاں اسلام آنے سے پہلے اہل مکہ میں پائی جاتی تھیں۔ لیکن اسلام آیا تو آپ ﷺ کی دعوت نے اس قوم کو ایک چوکنا اور جیتی جاگتی قوم بنا رہا یہ آپ ﷺ کا اسلوب دعوت ہی تھا جس سے ایک بے ڈھنگی قوم نے ڈھنگ اور ترتیب اور سلیقے سے ہر کام کرنا سیکھا۔ اہل عرب ایک جوشیلی قوم تھے آپ ﷺ نے ان کو گہرا شعور اور خیال کی پختگی دی۔ جس کی بدولت یہ وہ قوم نہ رہی تھی جو ہر کام جذبات میں آکر کرے اور کچھ ہی دیر بعد اس کو ادھورا چھوڑ کر بیٹھ جایا کرے یا پھر کسی اور سمت کا رخ کر لیا کرے آپ ﷺ نے انہیں بولنے سے پہلے تولنا سکھایا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس قوم میں ترتیب و تنظیم کا خیال نہیں رکھا جاتا ان کی زندگی میں کوئی مضبوط عمارت اور بلند و بالا عمارت اٹھانا ناممکن ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کی تربیت میں ان پہلوؤں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ جب نماز شروع کرنے سے پہلے ایک ایک شخص کو اپنے دست مبارک سے سیدھا کرتے اور پھر نماز شروع کرتے۔

محمد قطب اسلام میں نظم وتربیت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"واضح رہے کہ نظم اور تربیت اس دین کا جزو لانیفک ہے۔ نماز ہے تو وہ خدا سے تعلق کے ساتھ ساتھ ایک نظم وتربیت کا نام بھی ہے خواہ وہ بروقت ادائیگی کا معاملہ ہو یا صف درست کرنے کا معاملہ یا نمازیوں کا ایک ساتھ مل کر رکوع و سجود اور قیام وقعدہ میں امام کی متابعت کرنا ۔اس طرح روزہ ہے بندگی اور بیک وقت اوقات کی پابندی اور نظم وضبط، زکوۃ ہے تو تب یہ حج ہے تو تب سب کچھ ایک وقت پر اور ایک خاص ترتیب اور متعین انداز میں اور ایک خاص ترتیب اور متعین انداز میں ہو تو قبول ہوتا ہے رہا خدا کی راہ میں قتال تو وہ تو ہے ہی نظم اور ضبط"(6)

الغرض یہ کہ اسلام نے ماحول میں پائے جانے والے بد نظمی والے انداز کی شدید مزاحمت کی تھی اور افراد سے اس بے ڈھنگی زندگی کا اثر دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے بہت سے اقدامات کئے۔

ہ. مجلس شوری کی بنیاد:

مکی عہد نبوی ﷺ میں مجلس شوری کی تشکیل بھی بہت اہم بات ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ اپنی من مانی کرنے کے عادی تھے کوئی کسی سے مشورہ تو درکنار دخل اندازی کو بھی پسند نہ کرتا تھا۔ جب کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب سے بکثرت مشورہ فرماتے اور حتی الامکان ان کو شریک رائے کرتے۔ جبکہ اگر دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ کو کسی بھی مشورہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو ہدایات ملتی تھیں کسی بات کی وضاحت مطلوب ہوتی تو تب بھی وحی اترتی تھی۔ اسلامی جماعت کو صحیح سمت کی طرف اہنمائی کرنے کے لئے بھی وحی آتی۔ تو جب

6 - Muhammad Qutab, Dawat ka manhij kia ho, Matboaat iqaaz, Lahore, 2008, P261

آپ ﷺ کو تمام احکامات خدا کی طرف سے وحی کی صورت میں ملتے تھے تو پھر صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنے کا کیا جواز بنتا تھا۔ لیکن بات یہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو اپنے حکم کا پابند بنا کر نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ دوسرے آپ ﷺ کے پیش نظر یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ اپنی جماعت کے ہر فرد کو قیات کے قابل بنا دیں اور مشاورت کے بغیر قیادت کامیاب نہیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالی نے مومنوں کی یہ نشانی قرار دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ [7]

"جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔"

انسان کے اندر سوجھ بوجھ اور اعتماد مشاورت سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اس صورت میں معاشرہ ترقی پاتا ہے۔ اس لئے قائد جب پیروی کرنے والوں کے ساتھ مشاورت کرتا ہے تو ان کے اندر آگہی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے اور وہ قیادت کے قابل ہوتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ کو اپنے پیچھے بہت ہی زیرک، معاملہ فہم اور منجھے ہوئے قائدین کی ایک کھیپ کو چھوڑ کر جانا تھا یہ سب ایک خاص معیار کے مشیر تھے۔ ان کو رائے اختیار کرنے میں کمال کی تربیت دی گئی تھی۔ اور یہ اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد کام جوں کا توں چلتا رہے اور تاکہ جب وہ عظیم ترین قائد جس پر وحی اور الہام اترنا تھا دنیا سے چلا جائے تو اس کا کام لوٹ کر پیچھے ہرگز نہ آنے پائے بلکہ اس کو آگے بڑھانے کے لئے بہترین، باصلاحیت اور تجربہ کار قیادت موجود ہو اور آنے والے وقت میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے پوری طرح مستعد۔" [8]

چنانچہ یہ آپ ﷺ کا مکی عہد اسلوب دعوت ہی تھا جس کی وجہ سے ایسی جماعت تشکیل کی جس نے مشاورت کو اپنی زندگی کا جزو بنالیا جس کے اثرات بعد میں اسلامی قیادت کی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے میں پورے عالم میں مسلمانوں نے اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دے۔

و۔ مستقل مزاجی کی تشکیل:

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کے ذریعے صحابہ کرامؓ میں مستقل مزاجی کی جہت جگائی۔ کوئی بھی کام مستقل بنیادوں پر کرنے کے لئے انسان کی نفسیات کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے اندر اس چیز کو پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ ہمیشہ اس بات کی تاکید کرتے تھے کہ تھوڑا عمل کر لیں مگر دیرپا ہو کہ یک دم کسی کام کا جوش بلند ہوا اور پھر اتنی ہی تیزی سے وہ جوش ٹھنڈا بھی ہو گیا۔ محمد قطب لکھتے ہیں:

"کتاب اور سنت میں پائی جانے والی ان ہدایات ہی کا نتیجہ تھا کہ اس امت کی زندگی میں صدیوں تک دعوت کا تسلسل جاری رہا۔ صدیوں تک جہاد کا عمل باقی رہا ایک مسلسل محنت اور عمل کے راستے پر چل پڑنے والی اس امت نے ایک شاندار تہذیب برپا کی اور ایک ایسے علمی و سائنسی انقلاب کی بنیاد رکھی جو نہ صرف صدیوں تک ملا بلکہ اس نے کرہ ارض کا نقشہ بھی بدل ڈالا۔" [9]

آپ ﷺ نے مکی عہد میں مستقل مزاجی کا اسلوب برقرار رکھا۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے صرف گنتی کے چند صحابہ تھے۔ لیکن آپ ﷺ اس بات سے دل برداشتہ نہیں ہوئے اور نہ ہی کبھی اس دعوت کو چھوڑنے کی بات آپ کے دل میں آئی۔ آپ ﷺ مسلسل محنت اور جدوجہد کرتے رہے اور لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں چہار جانب اللہ کے دین کا بول بالا ہو گیا۔ اگر آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کی کم تعداد کی بناء پر دل برداشتہ ہو جاتے تو آج کرہ ارض پر اسلام کے پیروکاروں کی کتنی تعداد ہوتی۔ یہ آپ ﷺ کی مستقل مزاجی کے ثمرات کا ہی نتیجہ ہے کہ آج اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔

---

7 - Shurra 42: 38
8 - Muhammad Qutab, Dawat ka manhij kia ho, Matboaat iqaaz, Lahore, 2008, P263
9 - Muhammad Qutab, Dawat ka manhij kia ho, Matboaat iqaaz, Lahore, 2008, P263

4. عصرِ حاضر کے دعوتی اثرات کا جائزہ:

یہ اس دور کا المیہ ہے کہ ہم ہر اس چیز کو اچھا کہتے ہیں جسے مغرب اچھا کہے چاہے وہ رنگ ہو، خیال ہو، زاویہ ہو یا نظریہ ہو اس سوچ نے ہمیں اتنا بے توقیر کر دیا ہے کہ اب ہم اپنے ذہنی عقائد اور قرآنی افکار کی تصدیق کے بارے میں بھی غیروں کی مہر ثبت چاہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری عوام کے ساتھ خواص بھی قرآنی تصورات اور مخصوص نظریاتی اقدار کی نزاکتوں سے بے بہرہ ہو چکے ہیں اور اس عمل میں زیادہ قصور ہمارے علمائے کرام کا ہے کیونکہ انہوں نے نہ تو خود دین کی صداقت اور لطافت کو صحیح طور سے سمجھا اور نہ دوسروں کو سمجھا سکے لیکن سارا قصور علماء کرام کا بھی نہیں ہے بلکہ ان نام نہاد مسلمانوں کا بھی ہے جنہوں نے خود اپنی ذاتی، جستجو اور طلب سے دین اسلام کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ قرآن تو سب لوگوں کو ہی غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اس میں کسی خاص فرقے اور گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُوْلِي الألْبَابِ o الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَىَ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [10]

"بے شک آسمان و زمین کی تخلیق اور رات و دن کے باری باری آنے میں ان اہل عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ فضول اور بے مقصد نہیں بنایا۔ تو پاک ہے (اس سے کہ تو فضول کام کرے)۔ ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

اسلام مسلمانوں کو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرنے سے روکتا نہیں ہے اسلام عصری صداقتوں کا امین ہے ہمارا دین اسلام قدامت پسند نہیں ہے اسلام آزاد اور جدید دنیا کا مسافر ہے۔ یہ ہر زمانے کی فکری، علمی اور سائنسی روایتوں کو اپنا ہم سفر بنانا چاہتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے انجام پانا چاہئے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر بنی نوع انسان کی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج اسلام دنیا کے تمام ادیان اور نظریات پر غالب ہوتا لیکن مقام افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کے پیغام کو نہیں سمجھا اور خدا کے اس وحدانی اعتقاد کی لاج نہیں رکھی کہ اس نے اسے زمین پر اس لئے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے کہ وہ اس دنیا میں اپنی زندگی قرآنی فلسفے کے مطابق ڈھال کر یہاں ایک ایسا مثالی ماحول اور نظام قائم کرے جس سے تمام مخلوقات کے درمیان اس کی غیر معمولی اور منفرد تخلیق کا حقیقی مقصد منکشف ہو سکے۔" [11]

اور انسان کی تخلیق کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ انسان روئے زمین پر توحید کا بول بالا کرے اور امت مسلمہ ہونے کی وجہ سے اس پر جو دعوتی ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کرے اور اسے صرف دعوت دینے سے غرض نہیں ہونی چاہئے بلکہ اپنے نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اس میں یہ لگن اور تڑپ ہونی چاہئے کہ اس کی دعوت کتنی اثر پذیر ہو رہی ہے اور لوگ اس کے پیغام کو کس حد تک قبول کر رہے ہیں اور اپنی عملی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات کو کس حد تک نافذ کر رہے ہیں۔ اس کی دعوت کی تاثیر کتنے لوگوں کی زندگیوں کو بدل رہی ہے۔

یہاں ہم عصر حاضر میں دعوتی اسالیب کے چند اثرات کا جائزہ لیں گے اور یہ دیکھیں گے آج کی یہ نسل جس کو دعوت دی جا رہی ہے وہ کس حال میں ہے اور وہ خس و خاشاک والی کیفیت تک کیونکر پہنچی۔

10- Alamran 3:190-191
11 - Prof Ahmad Rafiq Akhtar, Islam aur asre Hazir, Sang meel publications, Lahore, P15

أ. ارجائی فکر:

دور حاضر میں لوگوں کی اکثریت ارجائی فکر میں مبتلا ہے ارجائی فکر کا مطلب ہے کہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کر لینے کا نام ایمان ہے اور عمل کا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ دین جو عمل، محنت اور جدوجہد کے بغیر دنیا میں کبھی بھی قائم نہیں ہوا اس دین پر صرف زبان سے اقرار کر لینا دین کی حقیقت سے شدید انحراف ہے۔ محمد قطب ارجائی فکر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"لوگوں کی اکثریت آج فکر ارجا (ایک گمراہ فرقہ کے افکار) کی آلودگی میں پڑ چکی ہے۔ فکر ارجاء جو یہ کہتا ہے کہ جو شخص کلمہ گو ہے پس وہ مومن ہے چاہے اسلام کے اعمال میں سے کسی ایک عمل کی ادائیگی بھی وہ زندگی بھر نہ کر پایا ہو۔ فکر ارجاء جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان بس نبی کی تصدیق کر دینے کا نام ہے یا یہ کہ بس یہ تصدیق اور اقرار سے زیادہ کچھ نہیں اور یہ کہ عمل ایمان کے معنی اور مفہوم میں ہی شامل نہیں اور یہ کہ دین کے منافی اعمال اور اقوال جتنے بھی ہوں اور جس قسم کے بھی ہوں بس وہ صرف گناہ کہے جاسکتے ہیں اور یہ بھی کہ لایضر مع الایمان معصیۃ ایمان ہے تو گناہ جیسا بھی ہو ہمارا کچھ نہ بگاڑ پائے گا۔"[12]

اس ارجائی فکر کا پھیلنا امت کے لئے بہت خطرناک ثابت ہوا ہے کیونکہ امت فرائض سے جان چھڑانے کی طرف ہو گئی ہے اس ارجائی فکر کے سبب اعمال نہ کرنے کے باوجود امت اس خوش فہمی میں ہے کہ وہ ابھی بھی مکمل مسلمان اور مومن ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو اس ارجائی فکر سے آزاد کر کے اصل میں مکمل مومن بنایا جائے نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

فطوبى للغرباء الذين يصلحون ما افسد الناس من بعدي من سنتي [13]

"سو مبارکبادی ہے ان غریبوں کو کہ درست کرتے ہیں اس چیز کو جسے بگاڑ دیا لوگوں نے میرے بعد میری سنت سے۔"

اس حدیث میں غریبوں سے مراد سنت کی پیروی کرنے والے ہیں۔ لہٰذا وہی لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں جو جان و مال کی قربانی دے کر اور ایذا سہہ کر بھی سنت پر قائم رہتے ہیں۔ اس صورت میں دین اسلام جو کہ مسلسل محنت اور جدوجہد کا نام ہے پوری دنیا میں چھا سکتا ہے۔ کیونکہ باعمل مسلمان ہی کسی دوسرے میں دین اسلام کی جوت جگا سکتا ہے اگر وہ خود دینی تعلیمات پر عمل کرنے سے جان چھڑاتا ہو تو کسی دوسرے کو کیسے آمادہ کر سکتا ہے۔

ب. تعصب و گروہ بندی:

آج اگر ہم دعوت کے اثرات کا جائزہ لیں تو وہ تعصب اور گروہ بندی کی شکل میں ہمارے سامنے آئے گا۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اپنے ایمان کو خالص کہیں اور دوسروں کے ایمان میں ملاوٹ کا شبہ کریں خود تو پاکیزگی اور پارسائی کا دعویٰ کریں اور دوسروں پر بہتان لگائیں۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم بلاوجہ دوسروں پر تنقید کریں کیونکہ سینوں کے رازوں سے صرف اللہ واقف ہے۔ آپ کسی کے اخلاص اور ایمان پر شک کریں یہ بڑے درجے کی کمینگی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي [14]

"وہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں"

---

12 - Muhammad Qutab, Dawat ka manhij kia ho, Matboaat iqaaz, Lahore, 2008, P149
13 - Amam Tirmizi, Sunan Altirmizi, Hadees 2630
14 - Gaffir 40:19

اس لئے دوسروں کے ایمان میں نقص نکالنے کی وجہ سے ہم تعصب اور گروہ بندی کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے دعوت پر خطرناک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمارے آج کے علماء کرام کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اسلام پیش کریں ملک پیش نہ کریں کیونکہ اس کے نتیجے میں گروہ بندی وجود میں آتی ہے۔ اگر آپ کو کسی بات میں اختلاف ہے تو اس کو اختلاف ہی رہنے دیں تعصب نہ بنائیں۔ ہمارے صحابہ کرامؓ میں بھی اختلاف کے مواقع آتے رہے ہیں لیکن ان کا اختلاف اخلاص اللہ کے لئے ہوتا تھا لیکن دعوت کے میدان میں آج کے داعی حضرات کا اختلاف لڑائی جھگڑوں کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور لڑائی جھگڑوں کی صورت میں دی گئی دعوت معاشرے پر کیا اثرات مرتب کرے گی۔ اگر کوئی غلطی پر ہے تو اس کی غلطی کی نشاندہی ضرور کریں لیکن آپ کے پیش نظر اسلام فائدہ اور بے لوثی کا جذبہ ہونا چاہئے۔ لیکن اگر دل میں تعصب رکھ کر کسی کی غلطی کی نشاندہی کی اور مقصد اس کو شرمندہ کرنا اور اپنی ذات کی توقیر ہوا تو یہ انتہا درجے کی بے وقوفی ہو گی اور فتنہ و فساد کے پھیلنے کا اندیشہ ہو گا۔ اسلام فتنہ وفساد کو کسی صورت پسند نہیں کرتا۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ [15]

"اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

ہمیں دل توڑنے کی نہیں دل جوڑنے کی بات کرنی چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيَ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ o وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيعاً مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَـكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ o يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ [16]

"وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید و مدد کی اور مومنوں کے دل آپس میں جوڑ دیئے۔ تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے، یقیناوہ بڑا زبردست اور دانا ہے اے نبی تمہارے لئے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لئے تو بس اللہ کافی ہے اے نبی مومنوں کو جنگ پر ابھارو"

اللہ دلوں کو جوڑتا ہے لیکن آج کل ہمارے علماء کرام اس کو توڑنے میں سرگرم عمل ہیں۔ آپ جس ملک کے عالم کی بات سنیں گے اس کا مقصد آپ کو اسلامی عقائد اور دینی دعوت سے روشناس کرانا نہیں بلکہ اپنے ملک کے دفاع میں بولنا ہو گا اور دوسرے کی ہجو اور غیبت کرنا ہو گا ایسی دعوت جس میں آپ کو غیبت سے روکنا مطلوب ہو اگر دعوت دینے والا خود اس مرض میں مبتلا ہو گا تو آپ اس کی دعوت کا کیا اثر لیں گے اور آپ کے دل میں اس کی دعوت کیا اترے گی۔ اس لئے موجودہ دور میں دعوت کو موثر بنانے کے لئے فرقہ واریت کو چھوڑ دیں۔ یہی چیز آپ کی دعوت کی کامیابی کی ضامن ہو گی۔

ج. اجتماعی مسئولیت کا خاتمہ:

عصر حاضر میں دعوت کے اثرات میں سے ایک اجتماعی مسئولیت کا خاتمہ ہے ہر فرد دین میں انفرادی طور پر محصور ہو کر رہ گیا اور اس نے اجتماعی امور کو ترک کر دیا ہے حالانکہ خدا نے اس امت کو باقاعدہ اس کا مکلف بنایا ہے اس امت نے ان سب فرائض سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے جو کہ خدا نے ان پر مجموعی طور پر عائد کئے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ [17]

15 - Al Maaidda 5:64
16 - Al Anfal 8: 62-65
17 - Al suf 61:4

"اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ [18]

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ"

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر احکامات و ہدایات دیتے ہوئے مومنین کو یاایھا الذین امنوا کہہ کر مخاطب کیا ہے یعنی لوگوں سے انفرادی طور پر نہیں بلکہ اجتماعی طور پر خطاب کیا ہے کیونکہ مسلمانوں کی پوری جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ دری کو نبھانا ہے۔

آج ہر فرد نماز، روزے، زکوۃ، حج و عمرہ کا التزام کر کے اس خوش فہمی میں ہے کہ اب وہ دینی ذمہ داریوں سے عہد برا ہو گیا ہے جب کہ یہ اس کی خام خیالی ہے اجتماعی مسئولیت کی اس وقت ضرورت پڑتی ہے جب کہ کسی بستی میں اکابر مجرمین پائے جائیں کیونکہ ان پر قابو پانے کے لئے کسی حق کی قوت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ [19]

"اور اس طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں۔ دراصل وہ اپنے فریب میں آپ پھنستے ہیں۔ مگر انہیں اس کو شعور نہیں۔"

اس آیت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اکابر مجرمین کے مکر و فریب کا ذکر کیا ہے۔ یہ سوچنا کہ اکابر مجرمین صرف دور جاہلیت میں ہی موجود تھے کسی صورت بھی درست نہیں جدید ذرائع ابلاغ نے دنیا کو جو گلوبل ویلج بنایا ہے تو اصل میں یہی اکابر مجرمین کی بستی ہے جو مسلمانوں کے خلاف ہر دم مکر و فریب کا جال بننے کے لئے تیار رہتے ہیں اب اگر مسلمان انفرادی طور پر اپنے دین کے دائرہ میں رہیں اور نماز، روزہ، زکوۃ اور حج جیسے ارکان کے دائرہ میں رہیں اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی عبادت میں مگن رہیں تو پھر ان اکابر مجرمین کی سرکوبی کون کرے گا۔ اس کے لئے اجتماعی مسئولیت کی ضرورت ہے یہ جو اجتماعی مسئولیت ہے یہ دراصل مومنوں کی ایک بھاری قوت ہے اور اس بھاری قوت کے ذریعے ہی ہم اپنی ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔

عصر حاضر کے دعوتی اسالیب نے یہاں معاشرے پر منفی اثرات چھوڑے میں ہیں وہاں کچھ مثبت اثرات بھی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

د. اصلاح کا عام ہونا:

آج کے زمانے میں دعوت تبلیغ کی وجہ سے جو نت نئے اسلوب اختیار کئے جارہے ہیں جن میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا وغیرہ شامل ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اصلاح عام ہو رہی ہے۔ یعنی معاشرے کی اصلاح کرنے میں اس کا بہت بڑا اثر ہے کیونکہ اس وقت ساری دنیا اس میڈیا سے اٹیچ ہے تو آپ کی طرف سے کی گئی کوئی بھی دینی بات لوگوں تک فوراً پہنچ جاتی ہے اسی طرح اسلام کے بارے میں کی گئی منفی بات بھی جب مومنوں کے پاس آتی ہے تو وہ اس کا فوراً جواب دے کر مخالفین کا منہ بند کر سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ [20]

18 - Al Maaidda 5:51
19 - Al Anaam 6: 123
20 - Al Nisa 4: 114

"ان کی سر گوشیوں کا زیادہ حصہ ایسا ہے جس میں کوئی خیر نہیں (خیر والی سر گوشی) تو صرف اس کی ہے جو صدقہ کی صلاح دے یا کسی نیکی کی راہ سمجھائے یا باہمی صلح کی دعوت دے"

اس لئے داعیان حق کو چاہیئے عصر حاضر میں استعمال ہونے والے میڈیاز کو استعمال کر کے اصلاح کو عام کریں کیونکہ مخالفین کا اسلام پر بڑا اثر پڑے گا اس لئے اسلام کو دین حق ثابت کرنے کے لئے ان میڈیاز کو استعمال کر کے اصلاح کو عام کریں۔

ہ. توہم پرستی میں کمی:

قدیم دور میں عوام الناس میں بہت زیادہ توہم پرستی پائی جاتی تھی عوام کے علاوہ خواص بھی اس مرض میں مبتلا تھے۔ مثال کے طور پر اگر چاند اور سورج گرہن لگتا تو وہ بیماریوں کا سبب خیال کرتے تھے آئینہ کا ٹوٹ جانا نحوست میں شمار کیا جاتا تھا اس طرح ایسی لڑکی کو منحوس سمجھا جاتا تھا جس کی شادی کے فوراً بعد اس کے خاوند پر کوئی آفت آجاتی۔ عرب جاہلیت میں بھی توہم پرستی اپنے عروج پر تھی اس لئے جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو سورج گرہن ہو گیا اور لوگوں نے خیال کیا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے کے انتقال کی وجہ سے ہوا ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کی سختی سے تردید کی۔

اسلام توہم پرستی کو پسند نہیں کرتا لیکن مسلمانوں کے دوسری اقوام کے ساتھ میل جول کی وجہ سے توہم پرستی داخل ہو گئی۔

عصر حاضر میں جو دعوتی اثرات رونما ہو رہے ہیں اس کی وجہ سے مسلمانوں میں توہم پرستی میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے مسلمانوں کا جوان طبقہ اپنے آپ کو توہم پرستی کے چنگل سے تقریباً آزاد کروا چکا ہے لہٰذا توہم پرستی میں خاطر خواہ کمی نہایت ہی مثبت سمت کی طرف پیش رفت ہے اور مسلمانوں کو اس تسلسل کو باقی رکھنا چاہیئے۔

و. عقل کے استعمال میں اضافہ:

عصر حاضر میں لوگ دعوتی عمل کو اپنی عقل کا استعمال کر کے پرکھتے ہیں کہ کون سی بات قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور کون سی من گھڑت ہے آج کا انسان بات کے صحیح ثابت ہونے کی دلیل مانگتا ہے اور جو بات کتاب و سنت سے ثابت ہوتی ہے اسے ہی درست مانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی انسان کو عقل استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن مجید کی پوری دعوت میں انسان کو بلا سوچے سمجھے ماننے کی بجائے عقل کا استعمال کر کے خدا اور رسول کی اس دعوت کو ماننے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا [21]

"جب انہیں ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے بلکہ غور و فکر کر کے نصیحت قبول کرتے ہیں"

محمد مبشر نذیر اس مثبت تبدیلی پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

"عقل کے استعمال کے ذریعے انسان نہ صرف اپنے رب کو پہچان کر ہدایت قبول کرتا ہے بلکہ وہ ان طالع آزما سیاسی و مذہبی رہنماؤں کی چال بازیوں سے بھی بچ جاتا ہے جو اسے بے خبر رکھ کر اپنا ذہنی غلام بنائے رکھنا چاہتے ہیں" [22]

دور جدید میں عقل کا استعمال ایک مثبت پیش رفت ہے کیونکہ اس کے ذریعے انسان خدا کی پہچان کر سکتا ہے۔

21 - Al Furqan 25: 73
22 - Muhammad Mubashar Nazir, Islam aur asre Hazir ki tabdiliyan, 2007, P12

5. خلاصۃ البحث

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر رسول اپنی رسالت کا خود ہی عنوان ہوا کرتا ہے۔ ہر رسول کی زندگی ان کے ماننے والوں اور پیروی کرنے والوں کے لیے نمونہ ہوتی ہے اور انہیں اسی نمونہ کے مطابق زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی تمام امت مسلمہ کے لیے اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مکی عہد میں آپ کے اسلوب دعوت نے ایسے معاشرے کو جو جہالت کی بلندیوں پر تھا اور قتل وغارت اور خون ریزی ان کا معمول تھا ہر طرح کی اخلاقی برائی ان میں موجود تھی ان کو تہذیب وشائستگی کے بام رفیع تک پہنچا دیا۔ ایسا معاشرہ جو کسی کی بات کو کوئی اہمیت نہ دیتا تھا بلکہ ہر ایک کو اپنے سے کم تر سمجھتا تھا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اسی طور غلامی اختیار کی کہ پھر کبھی اس غلامی کے حصار سے نہ نکل سکے۔ یہ مکی عہد میں آپ ﷺ کے اسلوب کا ہی نتیجہ تھا۔ آج کل امت مسلمہ کچھ ایسے حالات سے گزر رہی ہے کہ اس سے پہلے اس سے سابقہ نہیں پڑا تھا آج مسلمان خود بھی اسلام کی حقیقت سے ناآشنا ہو چکا ہے۔ چنانچہ آج فریضہ دعوت اور اس کا دائرہ کار سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ سنگین اہمیت کا حامل ہے لیکن ایک داعی کو مکی عہد نبوی ﷺ کے بارے میں مکمل علم اور معلومات لینی چاہیئے تاکہ وہ اپنی دعوت کو مؤثر انداز میں پیش کرے اور معاشرے پر اس کے اثرات مرتب ہوں۔

6. نتائج

1. مکی دور میں نبی کریم ﷺ نے اپنے جس اسلوب کے ذریعے اپنے اصحاب کی تربیت فرمائی ان میں ایمان باللہ اور یومِ آخرت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے کیونکہ مکی دور میں ابھی وہ احکام اور ہدایات اور تعلیمات نازل ہی نہیں ہوئی تھیں جس کا تعلق سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی زندگی چلانے کے لیے ہوتا ہے۔ مکی دور دعوتی اور تربیتی امور پر ہی مختص تھا جس نے صحابہ کرام کو آگے کے تقاضوں کے لیے تیار کیا۔
2. ہم مکی عہد نبوی ﷺ کے دعوتی اسلوب اور اس کے اثرات کا عصر حاضر کے دعوتی اسلوب اور اس کے اثرات کے ساتھ موازنہ کر کے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

7. سفارشات

1. داعیان حق کو عالمی پس منظر کے تناظر میں اپنی دعوت کو موثر اور کارآمد بنانے کے لیے مکی عہد نبوی ﷺ کے دعوتی اسلوب کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے۔
2. موجودہ صورت حال کے پیش نظر ایک داعی کا شاہین کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے کہ اس وقت پوری دنیا میں حالات کیسے ہیں اور اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے ہمیں کس اسلوب سے تگ ودو کرنی چاہیئے۔
3. عصر حاضر میں داعی کو اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ مشرقین اور دشمنان اسلام کو جو اسلام کی روشنی کو بجھانے کے درپے ہیں ان کی کوششوں کو ناکام کرنے کے لیے انہیں مکی عہد میں نبی کریم ﷺ کے دعوتی اسلوب سے کیسے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)